

کاروائی اجلاس عرس شریف حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ

یہ — الحاج حضرت پیر سید نوران شاہ المشہدی نقشبندی مجددی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ
کے پہلے عرس شریف کے اجلاس کی کاروائی کا اختصار ہے۔ جو ۴، ۵ نومبر
۱۹۹۷ء کو بمقام نور پور سیداں، متصل سوہاوا، ضلع جہلم، ۲۰۱ شعبان المعظم
۱۳۸۷ھ ہجری میں زیر سرپرستی سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب آزاد سجادہ نشین
دربار نوریہ منعقد ہوا۔

زیر سرپرستی سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب آزاد

سجادہ نشین دربار نوریہ

سیٹجیکرٹری و منظم اجلاس: سید حیدر شاہ غالب

الموتبہ: قمر اور اجود دے

مقیم نواں شہر ہزارہ ایبٹ آباد مغربی پاکستان

(نور آرٹ پریس راولپنڈی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نُحَمِّدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ
وَأَمَّا بَعْدُ،

(تکمیل) غوث زمانِ مُرشد والا نشان منبعِ حسنات مصدرِ عنایات پیرِ طریقت راہِ شریعت
حضرت خواجہ خواجگان سید پیر نوران شاہ (حضرت حاجی بابا) رحمۃ اللہ علیہ کا یہ پہلا عرس مبارک تھا۔
عالی مقام صاحبزادہ حضرت محمد عبداللہ شاہ آذاد مدظلہ العالی سجادہ نشین دربارِ نوریہ کے حُسنِ انتظام اور
ارادتمندانِ دربار کی مخلصانہ جدوجہد سے عرس مبارک کی کارگزاری بطریقِ احسن اختتام پذیر ہوئی۔ عرس
مبارک کیا تھا۔ روحانیت کے فیض کی ایک موسلا دھار بارش تھی۔ خدا کی بے پایان رحمتوں کا نزول تھا۔
اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ مردِ وحید نے اپنے رب کی جو بے یارِ عبادت کی تھی۔ اس کا صلہ تھا اس لئے کہ اکثر خدا
کی یاد کے انعامات کا روحانی نزول موت کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اور خدا کی یاد ہی ایمان کا سرمایہ ہے
اور خدا کی یاد ہی نے بوریہ نشینوں کے آگے بادشاہوں کی گردنیں جھکائیں۔ کما قال العارف رومی سے
یاد حق سرمایہٴ ایمان بُود ہر گدا از یاد او سلطان بُود

دربار میں بہار تھی جنگل میں منگل تھا اور نور پور سیدان کا مبارک خطہ نور سے پُر تھا۔ خلقت کا انبوہ
کثیر تھا اللہ والوں کے جلو میں تشنگانِ معرفت کی قطاریں کھڑی تھیں۔ ہر طرف نفی اثبات کی گونج تھی۔
اللہ حق کے نعرے تھے۔ ذکرِ حق سے سوہا وہ کی فنائیں گونج رہی تھیں اور اس مبارک عرس میں وہ
مبارک ہستیاں بھی شامل تھیں جن پر تصوف اور روحانیت کی تاریخِ فخر کمر بستہ ہے جن کے آستانوں
سے لاکھوں نفوس نے کسبِ فیض کیا۔ اس مبارک تقریب میں حضرت صاحبزادہ غلام محمد یاسین صاحب
سجادہ نشین دربارِ کُنیاں شریف عرف میاں طوطا صاحب و جناب صاحبزادہ حضرت سید حامد علی شاہ
صاحب۔ سجادہ نشین دربارِ حمیرہ شریف۔ جناب حضرت گل بادشاہ صاحب سجادہ نشین
دربارِ موہڑہ شریف۔ مردِ حق آگاہ حضرت صاحبزادہ سید محمد امین صاحب سجادہ نشین دربار

بساہاں شریف معہ برادرِ خود شامل تھے۔ ان بزرگوں کی شمولیت خاص برکت اور رونق کا موجب تھی
 حضرت مولانا غلامہ محمد شریف صاحب نوری۔ علامہ زاہد الحسین صاحب صدیقی نے
 انتہائی مؤثر اور مدلل انداز میں اپنے مواعظِ حسنہ سے سامعین کو مستفیض اور مستفید فرمایا جس کا
 اختصار آگے آئے گا۔ دونوں بزرگوں کی پُر تاثیر تقریروں اور خوش الحانی کی معجز بیانی سے مجمع پُر سکتہ
 طاری رہا۔ حضرت قاری غلام رسول صاحب کی تلاوت نے ایسا سماں باندھا کہ گویا قرآن عزیز کا نزول
 ہو رہا ہے۔ موصوف کی قرآن خوانی اور خوش الحانی کو من الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ گزشتہ سال
 جب آپ بیرونی ممالک کے دورہ پر گئے تو فلسطین۔ مصر اور عرب ممالک میں آپ کو قرآن خوانی پر داد
 تحسین سے نوازا گیا۔ آپ نے سورۃ فتح کا پہلا رکوع تلاوت فرمایا۔ ہر طرف سے صدائے آفرین بلند
 ہوئی۔ مجمع نے مرحبٹا کے پھول برسائے۔ حضرت قاری غلام رسول زندہ یاد کے نعروں سے پٹال
 گونج اٹھا۔ قاری غلام رسول صاحب قاری ریڈیو پاکستان و ٹیلیوژن لاہور اور انجمن تجوید و قرأت ریٹرو
 پاکستان کے صدر ہیں۔ آپ نے حسن عقیدت کے ساتھ تشریف لا کر اہلکین و بیارِ نوریہ کو شکر گزار
 فرمایا۔ اسی طرح جناب حاجی محمد الدین صاحب راجہ رومی ثم املا ہوری اور صوفی یوسف چشتی اور مشہور
 نعت خوان مجاہد فضل کریم صاحب جہلمی نے پوری عقیدت کے ساتھ اپنی نرالی خوش الحانی اور مؤثر خوش
 بیانی اور قابل تحسین اندازِ بلاغت سے جس طرح سامعین کو محفوظ فرمایا اس مستطرا کا نقشہ طوالت کے در
 سے معرض تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ حضرت مولانا مولوی حبیب شاہ صاحب ضیاء اور الحاج مولانا نور
 شاہ صاحب خطیب جامع مسجد سوہاؤہ نے حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور کرامات
 پر مؤثر اور جامع تقریریں فرمیں۔ شیخ کا انتظام آمد اجلاس کی ساری کارروائی حضرت حیدر شاہ صاحب غالب
 نے بڑے حسن انداز کے ساتھ انجام دی۔ اجلاس کی کارروائی حضرت مولانا محبوب شاہ صاحب
 کے فرزند ارجمند سید عبداللطیف شاہ نے ریکارڈ کی جو بطور یادگار ایک احسن کارکردگی
 ہے۔

حضرت مولانا محمد شریف نوری و حضرت مولانا زاہد الحسین صاحب صدیقی کی تقریروں کا اختصار

اسی ریکارڈ سے لیا گیا ہے۔ افسوس ہے کہ خرابی صحت کی وجہ سے اجلاس کے وقت تقریروں کو ترتیب
 والد ضبط تحریر میں نہ لاسکا۔ تاہم حضرت خواجہ نورمان شاہ رحمۃ اللہ کے ادا و تمندوں کے لئے عرس
 شریف کی کچھ یادگار تو ہے۔ — وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط

عبدالعاص قمر راجوری



خلاصہ کارروائی اجلاس عرس شریف حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ

بمقام نورپور سیدان متصل سوہا وہ ضلع جہلم مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء بمطابق زیر صدارت
حضرت میاں غلام محمد یاسین صاحب سجادہ نشین کیاں شریف (عرف میاں طوطا) ۴ نومبر کو صبح
۹ بجے سے لے کر ایک بجے تک ختم انبیاء شریف پڑھا گیا۔ دو بجے بعد دوپہر اجلاس کی پہلی
نشست کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا۔ تمہیدی تقریر سٹیج سیکرٹری سید حیدر شاہ
صاحب غالب نے کی۔ اختصار تقریر۔ علامہ محمد شریف صاحب

نوری قسوری مدظلہ العالی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمَلِكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ
وَلِيٌّ مِّنَ الذَّلِّ وَكِبَرُهُ تَكْبِيرًا
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَ
مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا
كَثِيرًا كَثِيرًا

حاضریں بلند آواز سے درود شریف پڑھیے گا۔ حاضرین نے بلند آواز سے درود شریف
پڑھا۔ اللہ جل جلالہ عظیم نوالہ و تم احسانہ آج کی اس مقدس اور پاک دربار کے اندر میری
اور آپ کی حاضری کو قبول فرمائے میں نے سٹیج پر آتے ہی سنا ہے کہ تقریر پنجابی زبان
میں ہو۔ اس لئے میں پنجابی زبان میں تقریر کروں گا۔ پھر دعا ہے کہ خداوند عالم میری اور
آپ کی حاضری کو اس دربار نقشبندیہ نوریہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔ ابھی ابھی حیدر شاہ صاحب
غالب نے فرمایا کہ گدی نشین بزرگان بھی اس متبرک مغل میں موجود ہیں۔

دربار کے سجادہ نشین حضرت محمد عبداللہ شاہ صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کا شرف

حاصل ہوا۔ میں نے عرس شریف میں شمولیت کا شاہ صاحب سے وعدہ کیا تھا۔ الحمد للہ کہ موقع میسر آیا۔۔۔۔۔ حضرات۔۔۔۔۔ حضرت بابا نوران شاہ نوری نے اپنے ایک نوری غلام کو اپنے دربار میں حاضری کا فخر بخشا۔ لیکن وقت بہت کم میسر آیا۔ میں نے آج رات آٹھ بجے لاہور میں ایک اجلاس میں شامل ہونا ہے۔ اتنے تھوڑے وقت میں تو کسی عنوان کی تمہید ہی بیان ہونا مشکل ہے۔ دعا کرو حضرت بابا نوران شاہ نوری کی برکت سے مسلمانانِ عالم کو اللہ تعالیٰ کا مرانی و ظفر مندی عطا فرمائے۔۔۔۔۔ اور کشتگانِ نخبِ بیداد۔۔۔۔۔ مسلمانانِ کشمیر۔ مظلومانِ فلسطینی ستم رسیدانِ قبرص۔ قیامتِ صغریٰ دیکھنے والے عرب ممالک کو فتح و نصرت عطا فرمائے۔ ایسے مسائل کا اس وقت تک حل ہونا ناممکن ہے جب تک مسلمانانِ عالم متفق و متحد نہ ہو جائیں۔ حضرت علامہ اقبالؒ نے آج سے بہت پہلے اس حقیقت کا اظہار فرمایا تھا۔

ایک ہوں مسلم حشرم کی پائنتبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابناک کا شجر،

دعا کرو خداوند کریم مسلمانانِ عالم کو متحد کر دے۔ اور دعا کرو اس دربار کو خدا کے لایزال تالیوم قیامت شاہد و آباد رکھے۔ دوستو! اللہ والوں کا وصال ہوتا ہے۔ انہیں عوام کی سی موت نہیں آتی۔ استمدادِ اولیاء اللہ کے بارہ میں علامہ عبدالحق نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اولیاء اللہ دُنیا سے اُٹھ جانے کے بعد زیادہ کام کرتے ہیں لاشکّ فیصلہ لا ریب ہے۔ ایک دفعہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری دی۔ اور ان کی مسجد میں نماز ادا کی۔ اور اپنے مسلک کے مطابق رفع یدین نہ کیا بعد نماز شاگردوں نے آپ سے پوچھا کیا آپ نماز میں بھول گئے ہیں؟ آپ نے رفع یدین نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا میں بھولا نہیں۔ میں نے دانستہ ایسا کیا ہے کہ مجھے اتنے بڑے امام کے سامنے اپنی تحقیق پر عمل کرتے ہوئے شرم آتا تھا۔ حالانکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تربت میں لیٹے ہوئے تھے اور ان پر منوں مٹی پڑی ہوئی

حق لیکن حضرت امام شافعیؒ اشہد زندہ سمجھتے تھے۔ شہرم کا احساس زندہ انسان کے سامنے ہی ہوتا ہے۔ قبر والے حاضری دینے والے کو پہچانتے ہیں۔ آپ جتنے لوگ اس مزار پر حاضر ہیں حضرت حاجی بابا انہیں جانتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار رحمت پر انوار پر چلے کشتی کیوں کرتے۔ جس خواجہ کے دست حق پرست پر ۹۰ لاکھ غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ اس بارہ میں ایک انگریز کارلائل نے خواجہ کی ساری حیات آٹھ محلہ دلوں میں لکھی ہے۔ جس کا نام دی لائف آف سلطان الہند ہے اس میں لکھا ہے کہ خواجہ غریب نواز نے ۹۰ لاکھ غیر مسلموں کو اسلام سکھایا ہے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے چلہ کے بعد داتا کے دربار کی طرف مٹنے کے داتا کی شان میں کہا۔

گنج بخش فیض عالم منظر نور خُشدا
ناقصاں را پسٹر کامل کا ملاں را رہنمٰں

گنج بخش کہتے ہیں خزانے بخشنے والے کو خواجہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت داتا قبر میں لیٹے ہوئے بھی خزانے بخشتے ہیں۔ درستو! معلوم ہوا کہ آپ کا وہی عقیدہ ہے جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا۔ ایک دفعہ ایک سوہندو حضرت خواجہ کی خدمت میں آئے ایک ہی نظر سے سارے کے سارے مست الست ہو گئے۔ اور سب کی زبان پر حق حق کا کلمہ تھا۔ مہلا ایسا کیوں نہ ہو کہ

مدینہ کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمدؐ کے غلام اکثر
اسی موضوع پر ڈاکٹر علامہ اقبالؒ نے کہا ہے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو فوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

نقل ہے کہ ————— کسی بادشاہ کے عامل نے ————— ایک مرد خدا
 کے مرید کو کوڑے مارے۔ مرید نے اپنے پیر سے اس کی شکایت کی ————— پیر کامل
 نے بادشاہ کو لکھا —

خادم را عاملت حشاً بکند دست
 بر متاع جان خود آخرت ز دست
 اے بادشاہ تیرے عامل نے میرے مرید کو بے گناہ مارا ہے —
 باز گیر این عملے بدگوہرے
 ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

اس نا اہل عامل کو سزا دے کر اپنے دربار سے نکال دے۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا
 تو میں تجھ سے یہ ملک چھین کر کسی دوسرے کو دے دوں گا۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان اور
 اللہ والوں کا مرتبہ۔

سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کئے لیکن سونما تھ فتح نہ ہوا۔
 آخری حملے سے پہلے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے ولی
 کامل تھے ”کے“ دربار میں حاضر ہو کر سلطان نے سونما تھ کی فتح کے لئے دعا کی استغنا
 کی۔ حضرت نے اپنا جبہ مبارک سلطان کو عطا فرمایا کہ کسی خاص مشکل کے وقت
 میرا جبہ سامنے رکھ کر دعا کرنا۔ انشاء اللہ مشکل حل ہوگی۔ سلطان نے گجرات پہنچ
 کر سونما تھ پر حملہ کیا۔ لیکن تین دن کی سخت خونریزی کے باوجود کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اور
 حالات مایوس کن ہوتے گئے۔ آخر سلطان نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ
 علیہ کا جبہ مبارک سامنے رکھ کر بارگاہِ خداوندی میں التجاء کی۔ اے خداوند جہاں آپ
 محبوب کے اس جبہ کے طفیل مجھے فتح اور نصرت عطا فرما۔ اجابت کا تیر نشانے
 پر لگا۔ ادھر سلطان نے دعا ختم کی ادھر جنگ کا پاسہ پلٹ گیا۔ دشمن نے شکست کھائی اور

سلطان کی فوجوں کو فتح حاصل ہوئی۔ سو مناہٹہ کی فتح کے بعد سلطان حضرت ابوالمحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ کافی دیر بعد جب اندر آنے کی اجازت ملی تو سلطان نے عرض کیا حضور آخر اس ناماہنگی کی کیا وجہ ہے۔ حضرت نے فرمایا سلطان تو نے میرے جیہ کی بہت کم قیمت حاصل کی ہے۔ اگر تو میرے جیہ کے وسیلہ سے دعائنگتا کہ سارا ہندوستان مسلمان ہو جائے تو ہندوستان میں ایک ہندو بھی نہ ملتا۔

دوستو! حضرت بابا نوران شاہ کا مقدس مزار قیامت تک فیض پہنچاتا رہے گا۔ آج اس جنگل میں منگل ہے۔ کیا تماشا ہے کہ لوگ تو شہروں کی بستیوں کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن یہ اللہ والے شہروں کی بجائے ویرانوں کو پسند کرتے ہیں۔ اور آبادیاں چھوڑ کر جنگل میں رہتے ہیں۔ اور پھر شہروں والے ان کی روحانی کشش سے جنگلوں میں کھینچ آتے ہیں۔

آج حضرت کا پہلا عرس مبارک ہے

لیکن رونق اور حاضری قابل تعجب ہے۔ نقل ہے کہ ایک ہٹمانے ایک ولی اللہ سے کہا کہ اجازت ہو تو تمہارے سر پر سے گزر جاؤں۔ اللہ والے نے پوچھا پھر کیا ہو گا۔ کہا آپ بادشاہ بن جاؤ گے۔ اللہ والے فرمایا

اے ہٹمانش فقیری سلطنت کیا چیز ہے

بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے

لاہور میں سلطان قطب الدین ایبک کے مزار کا کوئی پرسان حال نہیں نہ کوئی فاتحہ پڑھنے والا ہے۔ شہنشاہ جہانگیر کے مقبرہ پر بھی لوگ محض سیر کے لئے اور عمارت دیکھنے کے لئے آتے ہیں۔ لیکن اسی شہر میں حضرت داتا گنج بخش کا مزار ہے کہ ۹ سو سال گزر چکے ہیں کہ زائرین کو چوکھٹ چومنے کی بار بھی نہیں آتی۔ یہ درویش کی شان ہے۔ جس کا دل

خدا کی یاد سے آباد ہے اور ارشاد الہی ہے کہ **فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ**۔ اے انسانوں تم زمین کی پستیوں میں مجھے یاد کرو۔ میں عرش کی بلندیوں پر تمہیں یاد کروں گا۔ آج ہم کتنی کتنی دور سے بابا جی کے دربار میں سر جھکانے کو آئے ہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

تختِ سکندری پر وہ محسوس کرتے نہیں
کس چیز کی کمی ہے آقا تیری گلی میں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں عقبی تیری گلی میں
ذرا سب مل کر یہ مصرعہ میرے ساتھ پڑھو۔ یہ مصرعہ کتنا سادہ ہے لیکن کتنا موثر ہے
اس تصور کے ساتھ پڑھو کہ حضرت حاجی بابا اس مصرعہ کو سن رہے ہیں۔ عقیدت اور محبت کے ساتھ کہو۔

دنیا تیری گلی میں عقبی تیری گلی میں
ہے نور کی تجلی گہری اندھیروں میں
اور بکتا ہے سات ہی کو سودا تیری گلی میں
کس چیز کی کمی ہے خواجہ تیری گلی میں
تختِ سکندری پر وہ محسوس کرتے نہیں
بستر لگا ہوا ہے جن کا تیری گلی میں

اللہ والوں کے قربان جانیے وہ سب کچھ دیتے ہیں اور دلاتے ہیں۔ ایک شخص حضرت داتا گشتی کے دربار میں حاضر ہوا۔ تربت شریف کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگا داتا گشتی روپے دے دو۔ داتا گشتی روپے دے دو۔ گایا بار بار تکرار کرنے لگا۔ ایک مولوی صاحب نے کہا۔ ارے ایسا مت کہو۔ اس طرح کہنا شرک ہے کفر ہے۔ داتا تجھے کہاں سے دے گا۔ اس شخص نے کہا مولوی صاحب میں ضرور مانگوں گا۔ اور داتا ضرور دے گا۔ مولوی صاحب نے سوچا یہ شخص اپنی ہسٹ کا پکا اور ہندی معلوم ہوتا ہے اور شرک کا کلمہ کہے جا رہا ہے چلو آج اپنی جیب سے دس روپے کاغذ نکال کر دو۔ مولوی صاحب نے اپنی جیب سے دس روپے نکال کر اس شخص کو دے دیئے۔ اور کہا کہ یہ نو دس روپے لیکن ایسا مت کہو۔ اس

شخص نے دس روپے جیب میں ڈالے اور جیب کو بکسوا لگایا۔ پھر زور سے کہا داتا قربان
جاؤں تیری فیاضی پر جب دلانے پر آتے ہو تو ان سے دلاتے ہو جو آپ کی شان ہی کے منکر
ہیں۔ دوستو! یہ اللہ والے دیتے ہیں سب کچھ۔ مگر ان سے چاہیئے لینے کا

ٹوہب کچھ۔ ایک دفعہ ایک پادری نے ایک مولوی صاحب سے کہا تمہارے پیغمبر کا ارشاد
ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے مثل ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے تھے وہ مردہ زندہ کرتے تھے اور ان کی مچھونک سے گھوڑے
تندرست ہو جاتے تھے۔ کیا تمہارے کسی علماء نے بھی کوئی مردہ زندہ کیا ہے۔؟ مولوی نے
اُسے جواب دیا کہ پادری صاحب یہ نکتہ ذہن نشین کر لو کہ مردہ اس کو کہتے ہیں جس میں
روح ہو پھر نکل جائے اور اس نکلی ہوئی روح کو واپس لایا جائے۔ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے ان مردوں کو زندہ کیا جن میں روح تھی۔ لیکن مکمل علی تھی۔
ہمارے پیغمبر نے ان چیزوں کو زندگی کی گویائی بخشی

جن میں روح ہی نہ تھی۔ یعنی پتھروں اور خشک لکڑیوں میں روح پیدا کر دی۔ جہاں روح
کا مقام ہی نہ تھا۔ چونکہ جواب پادری کی سمجھ سے بلند تھا اس لئے اس کی سمجھ میں نہ آیا۔ اگر وہ
اس نقطہ کو سمجھ لیتا تو اس کی تسلی ہو جاتی۔ پادری نے کہا یہ کوئی خاص جواب نہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ
تمہارے کسی علماء نے کوئی مردہ زندہ کیا۔ اس واقعہ نے ہنگامی صورت اختیار کر لی۔ اور یہ
نوبت حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی تک پہنچی۔ آپ اس پادری کے پاس تشریف
لے گئے۔ پادری کا سوال سنکر فرمایا کسی قبرستان میں چلو اور جس مردہ کا تم زندہ ہونا چاہو
اس کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ۔ قبرستان میں پہنچ کر پادری ایک قبر پر کھڑا ہو گیا۔ اور
حضرت غوث الاعظم سے کہا اس قبر کا مردہ زندہ کرو۔ حضرت نے آنکھیں بند کر کے مرد
کی حالت کو دیکھا۔ کہ وہ ایک میراسی کی قبر ہے جو گویا تھا۔ اور اسے مرے تین سو سال گزر چکے

تھے۔ عجیب تماشہ ہے کہ ہم جب کسی چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آنکھیں کھول کر دیکھتے ہیں
لیکن یہ اللہ والے جب کسی چیز کو دیکھنا چاہیں تو آنکھیں بند کر کے دیکھتے ہیں۔
و اُلٹی ہی چال چلتے ہیں دیوانگانِ عشق
آنکھوں کو بند کرتے ہیں دیکھنے کے لئے ۶

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پادری سے فرمایا اس قبر میں ایک میرا
کا مروہ ہے۔ جسے مرے تین سو سال ہو گئے ہیں اگر کہو تو یہ میرا سی سارنگی بجاتا
ہو قبر سے باہر آجائے۔ پادری نے کہا اگر ایسا ہو جائے تو میں اپنی جماعت سمیت مسلمان
ہو جاؤں گا۔ پادری کا یہ بات سُن کر حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قبر کی
طرف متوجہ ہو کر فرمایا قُمْ بِإِذْنِي ————— قبر بھٹ گئی اور میرا سی سارنگی بجاتا ہوا
قبر سے باہر آ گیا۔ پادری نے کہا ٹھیک ہے مروہ تو زندہ ہو گیا لیکن آپ نے قُمْ بِإِذْنِ اللہ
کے بجائے قُمْ بِإِذْنِي کیوں کہا۔ حضرت نے فرمایا ایک مروہ زندہ کرنا تھا جسے اللہ تعالیٰ
کی دی ہوئی طاقت سے زندہ کر دیا۔ اگر میں قُمْ بِإِذْنِ اللہ کہتا تو سارے قبرستان کے
مروے زندہ ہو کر باہر آجاتے۔ اور ایک قیامت خیز تہلکہ مچ جاتا۔ یہ سن کر پادری اپنی جماعت
سمیت مسلمان ہو گیا۔

حضرت غوث الاعظم نے فرمایا

میں بغداد میں رہتا ہوں لیکن جب زمین کے کسی کونہ سے مجھے پکارا جائے تو میں
پہنچ سکتا ہوں اور پکارنے والے کی مدد کر سکتا ہوں۔ کسی مرید نے عرض کیا حضور
آپ تو بغداد میں رہتے ہیں پھر کس طرح زمین کے ہر کونہ میں پہنچ سکتے ہو۔ حضور

نے فرمایا سنو !
نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللہِ جَمْعًا
كَخُرُوجَةٍ عَلَى حَكْمِ اتِّصَالِ
وَلَوْ الْقِيَّتِ سِرِّي فَوْقَ مَيِّتِ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ المُولَى تَعَالَى

میں بغداد کی جامع مسجد میں بیٹھ کر خدا کی ساری زمین کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے میرے ہاتھ کی پتھیلی پر ایک رائی کا دانہ ہے۔ پھر فرمایا اگر میں اپنی قطبیت کا بھید مردہ پر ڈالوں تو وہ اسی وقت زندہ ہو جائے۔ اور یہ بات بلا دریب و تشلیک صحیح ہے۔ یہ بلند مقام اور بلند مرتبہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو عطا ہوا ہے۔ جنہوں نے صرف خدا سے خدا کو حاصل کرنے کے لئے تیس سال لائشال دہد و ریاضت کی۔

ایک درویش کا ذکر ہے کہ ایک ہاتھ میں آگ اور ایک ہاتھ میں پانی لئے ہوئے گھوم رہا تھا کسی نے پوچھا باباجی اس آگ اور پانی کو کیا کر دو گے۔ درویش نے کہا آگ اس لئے ہے کہ اس آگ سے جنت کو جلا دوں اور پانی اس لئے ہے کہ اس پانی سے دوزخ کو بجھا دوں تاکہ لوگ جنت کے لائچ اور دوزخ کے خوف سے بے خوف ہو کر خدا کی عبادت کریں۔ ایک دفعہ

حضرت عبدالعزیز و بارغ مصری نے ایک قدم آگے اٹھایا پھر پیچھے ہٹا لیا۔ پھر آگے بڑھایا اور پیچھے ہٹا لیا۔ ایک مرید نے عرض کیا حضرت یہ کیا عمل تھا۔ آپ نے فرمایا کہ گفتہ اند کہ اولیا را زمین دو قدم است مگر مرا یک قدم میسر نمی شود۔ یہ تہی مقام کا درجہ ہے۔ نعرۂ علامہ نوری زندہ باد۔

اقسوس وقت بہت کم ہے ورنہ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر ایک طویل تقریر کرتا۔ ایک دفعہ مجھ سے کسی نے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال تک رزق نہیں کھایا کیا ایسا ہو سکتا ہے کوئی شخص اتنی مدت کھائے پئے بغیر زندہ رہ سکتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ مسئلہ تو قرآن عزیز نے حل کر دیا ہوا ہے آپ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ کیا جس بارہ میں نص قطعی موجود

ہو اس میں کوئی شک ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر مولانا حبیب اللہ شاہ ضیاء صاحب
 نے کہا۔ **مآثبات بالدلیل القطعی لاشک قید**۔ اور دوستو ایک بزرگ
 نے ثابت کر دیا کہ جو بات دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو اس میں کوئی شک نہیں۔ میں
 نے اس شخص سے کہا قرآن عنذہ کہتا ہے اصحاب کہف نے تین سو سال
 کچھ نہیں کھایا پیا۔ اور وہ زندہ رہے۔ کیا بارہ سال زیادہ ہوتے ہیں یا تین سو
 سال۔ جن لوگوں کی غذا ذکر الہی ہو انہیں نان تنور کی ضرورت نہیں ہوتی۔
 کما قال العارف رومی رحمۃ اللہ علیہ

گر خوری یک لقمہ از نان نور

خاک ریزی بر سر نان تنور

افسوس ہے وقت کم ہے ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس مسئلے پر طویل

تقریر کرتا۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ اپنی غلام پر ناراض ہو گیا

جلاد کو حکم دیا کہ اس کو محل کی ساتویں منزل سے دھکا دے کر نیچے گرا دو تاکہ اس
 کا جسم چکنا چور ہو جائے۔ جلاد جب اس معتبوب عورت کو محل کی ساتویں منزل پر
 پہنچا تو اس نے جلاد سے کہا۔ مجھے پانچ منٹ کی مہلت دے دو۔
 کہ میں اپنے پیر خواجہ مشکلاکشا، خواجہ نقشبند، بہاؤ الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ الباری کو
 اپنا آخری سلام اور پیغام پہنچا دوں۔ جلاد نے کہا لگی عورت بخارا تو یہاں
 سے کئی سو میل دور ہے وہاں تو کس طرح پیغام پہنچا سکتی ہے اور وہاں سے
 تیری مدد کے لئے کون آ سکتا ہے۔ اس خوش نصیب اور قابل مبارک عورت
 نے جو خواجہ بزرگ کی صادق مرید تھی۔ بخارا کی طرف منہ کیا اور ایوں
 فریاد کی۔ اے خواجہ مشکل کشا مجھے شاہی محل کی ساتویں منزل

سے گرایا جا رہا ہے اور حکم دینے والا ملک کا بادشاہ ہے اس لئے میری آخری رحم کی
 اپیل تیری بارگاہِ کریم میں ہی ہو سکتی ہے۔ اسے خواجہ بزرگ الغیاث الغیاث المدد
 بآذن اللہ تعالیٰ۔۔۔۔۔ پانچ منٹ گزر گئے جلاوٹ نے کہا تو شاید موت
 کی دہشت سے ہلکی ہو گئی ہے۔ کس سے باتیں کرتی ہے کون خواجہ ہے جو مجھے
 موت سے بچائے گا۔ عورت نے کہا اے جلاوٹ میں ہلکی نہیں ہوں میری ہوش قائم
 ہے تیرا کام دھکا دینا ہے دھکا دے دے۔۔۔۔۔ جلاوٹ نے دھکا دے
 کر عورت کو گرا دیا۔۔۔۔۔ خواجہ مشکل کشا پہنچ گئے اور اپنی مرید کو
 پکڑ کر زمین پر کھڑا کر دیا۔ نوٹڈی نے دیکھا تو خواجہ بزرگ پاس کھڑے ہیں۔ عرض
 کیا حضور آپ اتنی دور سے کتنی دیر میں تشریف لے آئے ہیں۔ ارشاد
 فرمایا۔۔۔۔۔ توار منارہ آمدی۔۔۔۔۔ من از بخارا می آمدم۔۔۔۔۔ دوستو!

دست پیر از غاشاں کوتاہ نیست

دست اوجز قبضہ اللہ نیست

ایک صاحب زادہ صاحب میرے انتظار میں سو ہاؤس کے اڈہ پر کھڑے تھے انہوں
 نے مجھے کہا آپ نے بڑی مہربانی کی کہ اپنی تشریف آوری سے ہمیں شکر گزار
 فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضرت اپنے الفاظ واپس لو۔ میں نے مہربانی نہیں کی یہ حضرت
 بابا نوران شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اپنے ایک نوری غلام کو
 اپنے دربار میں بلایا ہے۔ ان اللہ والوں میں جتنی کسر نفسی اور خاکساری ہوتی ہے
 اتنی ہی ان کی دہشت اور جلالیت بھی ہوتی ہے یہ ساری رات خدا کی
 یاد میں گزارتے ہیں لیکن دن کو سب سے زیادہ عاجز ہوتے ہیں حضرت میاں
 محمد بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

راتیں زاری کر کر روون نیند اکھیں دی ہوندے۔۔۔۔۔ فجری او گنہار کہا دن ہر تھیں نیویں ہوندے

میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ حضرت بابا جیؑ کے فرزندوں کو ان کے قرا تباروں کو ان کے مریدوں کو ہمیشہ شاد اور آباد رکھے اور اس دربار کے عقیدت مند آتے رہیں اور جھولیاں بھر کر جاتے رہیں -

وَالْخَيْرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط



ن
ار
ت
س
م
کی
یاں

اس کے بعد حاجی محمد الدین راجہ رومی ثم لاہوری نے نعت خواں میرزا مطیع اللہ صاحب
 رونا نظامی راجہ رومی کے وہ اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے جو انہوں نے آج ہی حضرت حاجی بابا
 کی شان میں لکھے ہیں وہ اشعار یہ ہیں

بدیع عقیدت بکھنور نوران بابا قطب ربانی

خدا آگاہ تھے لیکن نہ تھا عجب خدا دانی	تھی سلطانی میں درویشی و درویشی میں سلطان
ولی لاریب تھے لیکن نہ تھا دعویٰ ولایت کا	بہر کی عمر درویشی میں باد صغیر جہا نیا نی
تھے سورج صوفیہ کے ماہ تابا تھے طریقت کے	کمال فقر اور غنا میں بھی تھے لا ثانی
بنا جس میں سے رہا اس جگہ نوران بابا کا	سواہر کی زمیں بھی ہو گئی اس دن سے نورانی
و انا اولیاء اللہ الاخوف ہے قرآن میں	خدا کے دوستوں پہ ہے ہمیشہ لطف یزدانی
ہمیشہ اس کے سر پہ خدا کے فضل کا سایہ	نہ ہے بخت اس کا جس نے اولیاء کی قدر پہچانی
مقدر مہر مہر سے بڑھ کر روشن مسکاسے جس کو	علی آل علی و مصطفیٰ کے در کی در بانی
مجھے غنا نہیں اس اعتراف جس میں شک کوئی	ہیں اپنے وقت کے نوران بابا قطب ربانی

مرزا مطیع اللہ خان رونا نظامی راجہ رومی ہم نومبر ۱۹۶۷ء

اس کے بعد ہم ادرہ نومبر کی دہائی رات چھ بجے بعد قاری غلام رسول صاحب
 نے قرآن عزیز کی تلاوت شروع کی۔ قاری غلام رسول صاحب کو خداوند قدوس
 نے جہاں خوش الحانی کے حسن انداز سے نواز اسے وہاں خوش الحانی کی نعمت سے
 بھی نالا مال کیا ہے۔ آپ بین الاقوامی طور پر اپنی خوش الحانی اور قرأت خوانی پر داد
 و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ تمہید میں عرض کیا چکا ہے کہ آپ قاری ریڈیو پاکستان
 ڈسٹریکشن لاہور، امداد بھن جوید و قرأت رجسٹرڈ پاکستان کے صدر ہیں۔ تلاوت

قرآن شریف کے وقت سامعین پر ایک عجیب رقت طاری تھی۔ ہر فرد کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے معلوم ہوتا تھا جیسے ارشادات ربانی کا نزول ہو رہا ہے تلاوت کے اختتام پر آپ نے جہاد کے موضوع پر ایک مختصر سی مگر بڑی مؤثر تقریر کی۔ اور شاہنامہ اسلام کے یہ شعر پڑھے۔ آپ کی خوش الحانی نے لمن داودی کا سماں باندھا۔ سننے والوں پر وجد طاری ہو گیا۔ غازیان جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے

یہ سدا جیش تھا دنیا میں افواج الہی کا جسے اعلان کرنا تھا خدا کی بادشاہی کا
یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نالا تھا کہ اس لشکر کا افسر ایک گالی گلی والا تھا
پھر معوذہ و معاذان دو معصوم غازیوں کا ذکر کیا جنہوں نے ابوجہل ملعون کو واصل جہنم
کیا تھا اور جنہوں نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے پوچھا تھا کہ ابوجہل کہاں ہے
نہایت رازداری سے نشان ابوجہل کا پوچھا شہادت اور حلیہ اور موجودہ پتہ پوچھا
حضرت غلبہ عبدالرحمنؓ فرماتے ہیں
یہ استفسار سن کر میں نے پوچھا فرط حیرت سے بھتیجہ کا تم کیا ہے تم کو اس بدخواہ ملت سے
تو جواب ملا

قسم کھائی ہے ہم دونوں نے اس کو قتل کرنے کی
قسم کھائی ہے مہربانوں کے یا مہربانوں کے ناری کو
یہ کہتے کہتے غیرت سے ہوئے منہ لال دونوں کے
شہادت کے ہوئے ٹٹلے گال دونوں کے

ابوجہل کی شناخت ہونے پر برق رفتاری سے دونوں اس کے پاس پہنچے اور آنکھ
چپکتے اس کا سر جدا کر دیا اور ان میں سے ایک نے اسی وقت جام شہادت نوش کر کے
خدا کی جوار رحمت میں جگہ حاصل کر لی

غزوات کے لئے حق کے لئے ان کی شہادت تھی
شہادت کا لہو جن کے رگوں کا بن گیا غارہ
شہادت آخری منزل ہے انسانی سعادت کی
شہادت پاکہ مستی زندہ جاوید ہوتی ہے
شہید اس دار فانی میں ہمیشہ زندہ رہتے ہیں

اسی رنگت کو ہے ترجیح اس دنیا کی زینت پر

خدا رحمت کرے ان عاشق ان پاک طینت پر

تاری صاحب نے ۶۱۹۶۵ کی جنگ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ وہی عشق محمد اودھوی
جذبہ ایمان پاکستان کے نازیروں کو بھی ودیعت ہوا۔ انہوں نے اپنے سے پانچ گنا زیادہ
باطل کی مسلح افواج سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔ فرمایا بیرونی ممالک کے
کے حلقہ حب ہمارا قافلہ شام پہنچا تو وہاں سے ہماری روانگی کے آخری دن ہوا
فرج کے شام پر عہد کیا۔ صبح کے وقت شام کی خبروں کی سہ خیاں تھیں کہ شام
کے مسلمانوں! اگر تم نے یہودیوں کا مقابلہ کرنا ہے تو پاکستانیوں کا ساتھ دو ایمان
یہا کرو۔ فرمایا جس دن نازی دین و وطن کی حفاظت کے لئے

ایک رات میدان جنگ میں گزارنا ہے تو گھر میں ساری عمر بیٹھ کر بے سہارا عبادت
کرنے سے بھی اس رات کی فطیلت زیادہ ہے۔ دوستو دعا کرو

اسے دعا تو نے جو جذبہ پاکستانیوں کو کثیر مالوں کو عطا کیا ہے وہ جذبہ
اعلیٰ۔ شام اور عصر مالوں کو بھی عطا کر اور ان کی مصیبتیں دور کر آمین یا

رب الکریم۔

والخیر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

عشاق کی فطرت کے بعد مولانا تاج الدین صاحب کی تقریر یہی تھی۔

یہ جتنا بھی عبادت تھی یہ جتنا بھی عبادت تھی
کھلا تھا ان کی خاطر دائمی جنت کا فناء
وہ خوش قسمت ہیں بل جیسے جنس موت شہادت کی
یہ رنگیں شام صبح عید کی تمہید ہوتی ہے
زمین پر چاند تاروں کی طرح تابندہ رہتے ہیں

الآ

جس کا بالکل قلیل اقتدار یہ ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنَ الْأَيَّاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ
(القرآن)

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

حضرات میں کئی دنوں سے تقریر میں مصروف رہا ہوں اور آج سطر کا لڑیا
حصہ بس میں تنگ جگہ ہونے کی وجہ سے کلمے کلمے طے کیا ہے۔ کیونکہ
میں پہنچنے کا ارادہ تھا اَوْفَوْنَا الْعَقُودَ کے تحت مولویوں پر عہد شکنی
کا جرم لگ جاتا ہے لیکن اگر آپ سے کوئی کمی بیشی ہو جائے تو آپ پر
کوئی فتویٰ نہیں لگتا۔ بس اَوْفَوْنَا الْعَقُودَ کے تحت سے بڑی بڑی کلمیں مندرجہ
کرنا پڑتی ہیں۔ ایک فقیر سے کسی نے پوچھا بابا آپ کون سی منزل طے
کر رہے ہیں۔ فقیر نے کہا میں بہت دور کی منزل طے کر رہا ہوں۔ پوچھا اس
منزل کا آخر کون نام ہے تو فرمایا فقیر نے کہا اس منزل کا نام ہے۔
کا چوت و سو چوت یعنی کھانا ہوں اور سوتا ہوں۔ مجمع میں اس لئے دلوں سے
کہا۔ معراج کی شب ہے رات نہاں

دو نور مجاہد نور نہ تھے
سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ
مطلب ہے غالب ہے وہ
اور پردہ بھی رہا سبحانے اللہ
جب خود ذات حق نے کہا
غالب کا پتہ مطلب کو ہے
پردے میں بلا کر مل بھی ہے

اور حامد انساں کیا سمجھیں یہ راز ہیں حق و الفت کے
خالق کا جیسی کہنا تھا خلقت نے کہا **سُبْحَانَ اللَّهِ**

مجھے سید محمد عبد اللہ شاہ صاحب مدظلہ الاعلا اور دیگر صاحبزادوں کا
شکر یہ ادا کرنا ہے۔ **اللہ جل جلالہ**، کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے ہمیں انسانیت
کا جامہ بخشا۔ جس نے ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت میں پیدا کیا۔
میں اس قابل نہ تھا کہ اس بلند مقام پر آپ سے خطاب کر سکوں۔ اتفاقاً مجھے
کئی دنوں سے سیدوں ہی سے واسطہ رہا ہے۔ تحصیل مچھالیہ میں سیدوں والا
پھر گجرات میں محمدی پور سیدال اور آج نور پور سیدال میں آ گیا ہوں۔ دعا
ہے خداوند عالم مجھے سیدوں کے ساتھ رکھے اور انہی کے ساتھ قیامت
کے دن اٹھائے۔ بقول حضرت سعدی علیہ رحمۃ اللہ

کہ بر قول ایماں کنم خاتمہ

من دوست امان آل رسول

خدایا بحق نبی فاطمہ

اگر دعوت تم روکنی در قبول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر کام سے پہلے **اِنْشَاءُ اللَّهِ** کہہ لیا کرو
یہ مت کہا کرو کہ کل میں یہ کام کروں گا۔ ایک مولوی صاحب نے ایک سوداگر
سے کہا اپنے ہر کام سے پہلے **اِنْشَاءُ اللَّهِ** کہہ لیا کرو۔ سوداگر نے کہا مولوی
صاحب روپے جیب میں ہوتے ہیں کام خود کرتے ہیں **اِنْشَاءُ اللَّهِ** کا کیا
مطلب۔ آخر ایک دن سوداگر صاحب گوجرانوالہ منڈی میں بیل خریدنے کے لئے
چلا گیا۔ کسی شریف آدمی نے اس کی جیب کاٹ لی۔ وہ ناکام اور نامراد روتا ہوا
لوٹا۔ مولوی صاحب کے پاس آیا۔ کہا مولوی صاحب میں گوجرانوالہ گیا **اِنْشَاءُ اللَّهِ**
وہاں کسی نے میری جیب کاٹ لی **اِنْشَاءُ اللَّهِ** میں وہاں سے ناکام لوٹا ہوں
اِنْشَاءُ اللَّهِ اب میں کیا کروں **اِنْشَاءُ اللَّهِ** کہاں جاؤں **اِنْشَاءُ اللَّهِ**

مولوی صاحب نے کہا ارے کم سخت یہ افشاء اللہ تو پہلے کہتا تو اس مصیبت سے بچ جاتا۔ اب پچھٹائے کیا ہوت جب چڑیاں چک گئیں کھیت — میاں محمد بخش صاحب فرماتے ہیں —

کھیتی واجد لکھ نہ رہا نہ سکا نہ ہریا کس کم دھپ سکا ون والی کس کم بدل بریا
جلسہ سننے والو آپ اونگھ رہے ہو۔ امام عالی مقام جس نے کہ بلا میں تیروں کے سایہ میں نمازیں پڑھیں نہ خوراک نہ پانی۔ بجائے پانی کے معصوم بچوں کے حلق میں تیر پوست ہوتے تھے۔ اسی طرح سات راتیں گزریں تو کیا آپ یہ شوق و محبت کی ایک رات بھی نہیں گزار سکتے۔ حضرت عبداللہ شاہ صاحب کو دعائیں دو جنہوں نے یہ جلسہ منعقد کیا۔ اور آپ کو یہاں آنے کا فخر حاصل ہوا۔ اور مجھے بھی یاد فرما کر شکر گزار فرمایا۔

سب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ لوگ کہتے ہیں عرس کیا ہے۔ عرس تو کہتے ہیں شادی کو۔ آپ تو مردوں کے عرس مناتے ہیں۔ مولوی صاحب عرس کے بارہ میں کیا کچھ فرماتے رہتے ہیں حضرات قبر میں تین سوال پوچھے جائیں گے **مَنْ رَبُّكَ، مَنْ دِينُكَ، مَا تَقُولُ فِي حَقِّ هَذَا الرَّجُلِ** ط
قبر کے اندر یہی تین سوال ہونگے۔ اور مرنے کے بعد نسب کی زبان عربی بن جائے گی۔ کافر کہے گا لا ادری۔ لا ادری۔ مسلمان کہے گا میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے۔ اور یہ مردِ کریم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ حسینؑ کے نانا ہیں۔ یہ مائی فاطمہؑ کے بابا ہیں۔ یہ شیخ المذہب ہیں۔ یہ حضور رحمتہ اللعالمین ہیں۔ حضرت رضا احمد بریلوی نے اپنے مریدوں سے فرمایا میری قبر اتنی کہری کھودنا کہ جب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری قبر میں تشریف لائیں تو میں کھڑے ہو کر حضور کا استقبال کر سکوں جو مسلمان

ان تینوں سوالوں میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اُسے فرشتے کہتے ہیں **نعم کسوفہ**
العروس تو سوجا جیسے دلہن سو جاتی ہے۔ اسی عروس کے لفظ سے عرس
 نکلا ہے۔ ہم ان دلہن کی طرح سوئے والوں کا عرس مناتے ہیں۔
 جو بالکل درست ہے۔ معراج میں سبحان اللہ کے لفظ کا مطلب کیا
 ہے۔ خداوند تعالیٰ کیوں فرماتے ہیں: سبحان الذی۔ یہ ارشاد اللہ تعالیٰ
 نے اس لئے فرمایا کہ اگر کوئی معصوم بچہ کہے کہ میں روس اور جسم منی
 سے ہو آیا ہوں تو ہم نہیں مانیں گے کہ تو معصوم ہے تجھے ویزا
 نہیں مل سکتا۔ اگر وہ کہے کہ میرے ابا نے ویزا بنوایا ہے اور وہ
 مجھے روس اور جسم منی لے گیا تو ہم مان جائیں گے۔ خداوند عالم نے
 اس لئے فرمایا کہ جو لوگ تعجب کریں گے کہ ایک انسان خاکی جسم کے
 ساتھ آسمان پر کیسے جاسکتا ہے تو ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ محمد الرسول
 اللہ کو لے جانے والا اور سیر کرانے والا وہ خالق اور مالک ہے جو زمین
 آسمان کا حکمران ہے۔ اگر روس اور امریکہ کے سیارے چاند تک
 جاسکتے ہیں تو خدا کا محبوب کیوں نہیں جاسکتا۔ معراج کے سفر میں
 حضور کو عید کے لفظ سے فرمایا گیا ہے اور عید کا لفظ صحیح سالم انسان
 پر اطلاق کر سکتا ہے۔ روح کے بغیر خالی جسم کو مردہ کہتے ہیں اور
 خالی روح کو بھی انسان نہیں کہا جاسکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 معراج سے امت کے لئے نماز کا تحفہ لے کر آئے۔ مجھے ایک
 تفسیر نے کہا نماز عشق کی کافی ہے۔ دوسری نمازوں کی کیا ضرورت ہے
 میں نے اُسے کہا سب سے بڑے اللہ تعالیٰ کے عاشق حضرت
 محمد الرسول اللہ ہیں جب انہوں نے پوری پابندی کے ساتھ نمازیں پڑھیں

اور پڑھنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ نماز تہجد میں کھڑے کھڑے پاؤں مبارک پر دم ہو جاتا تھا تو مچپنہ دوسرا کون ہے جسے نماز پڑھنے کی ضرورت نہ ہو حضور کے نواسے نے کر بلا میں تلواروں کے ساٹھے میں نمازیں پڑھیں تو مچپر آپ کا یہ حیلہ کس طرح درست ہے کہ صرف عشق کی نماز کافی ہے۔ ایسا کہنا عظیم گمراہی اور لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ یہ سن کر اس گمراہ شخص نے توبہ کی اور کہا کہ واقعی نماز پڑھے بغیر خلاصی نہیں ————— عبد کا لفظ اس لئے فرمایا کہ جب چودہویں صدی کے کچھ لوگ آپ کے جسمانی معراج سے انکار کریں گے تو انہیں کہہ دینا کہ جس ذات پاک نے معراج کرایا ہے وہ اس پر قادر ہے۔ دوستو! ایسی راتیں بار بار ہاتھ نہیں آیا کرتیں۔ آج کی رات بابرکت ہے۔ رفع والی رات سے جاگ لو اور حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے سچھ لے کر جاؤ۔ ولیوں کے دربار سے بد نصیب ہی خالی جایا کرتے ہیں جس طرح بیت اللہ شریف، بیت الحرام اور مسجد نبویؐ کی نمازوں کے ثواب میں فرق ہے اسی طرح ولیوں کے شان میں بھی فرق ہے ان کے درباروں میں آنے جانیکے درجات میں بھی فرق ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمری رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جاؤ گے تو اور درجہ ہے۔ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جانے کا اور درجہ ہے۔ اسی طرح مھونکوں میں بھی درجہ ہے خدا نے حضرت آدم کے جسم میں روح پھونکی تھی فَفُتَّتْ فِیْدَمِنْ رُوْحِی حضرت عیسیٰ الصلوٰۃ والسلام بھی مھونک مارے تھے۔ حضرت حق کی مھونک سے انسان بن گیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مھونک سے پرندے بن جاتے تھے۔ تو پھر کیا ولیوں کی مھونک سے بیمار صحت یاب نہیں ہو سکتے۔ مچپر لوگ کہتے ہیں ————— جی ان قصے کہانیوں

میں کیا رکھا ہے۔
 دوستو! قہقہے تو خرداؤند کریم خود نہ مارتے ہیں۔ **نَحْنُ مَقْصُوعٌ عَلَيْكَ**
أَفْسَنَ الْقَصَصِ الْخ..... بھونکوں میں اثر یہ ہے کہ چراغ کو
 بھونکو تو بجھ جاتا ہے۔ آگ کو بھونکو تو جل جاتی ہے۔ جب ایک عام
 انسان کی بھونک سے آگ بجھ بھی سکتی ہے اور جل بھی سکتی ہے تو پھر
 اولیاء اللہ کی بھونک عشق کی آگ چلا بھی سکتی ہے اور بجھا بھی سکتی ہے
 دوستو! میں نے پیچھے ذکر کیا ہے۔ سادات کرام کا سید ایسا ہونا چاہیئے
 جیسا سید ہمارے سبز گنبد میں آرام فرما ہے۔ دوستو پاک ماؤں کے شکم سے
 پاک فرزند پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں مجھے مولانا بشیر صاحب کا مقولہ یاد آیا
 انہوں نے کہا میں ایک دفعہ سیالکوٹ میں کہنیں وعظ کر رہا تھا۔ وہاں کے
 بعض بوگنوں میں یہ رواج ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا ہے تو
 مشہور ہو جاتا ہے کہ اس عورت کے سر سے دوپٹہ اتر گیا ہے۔ میں نے
 ایک جگہ دیکھا بہت سی عورتیں تنگے سر پھر رہی تھیں مجھے شک ہوا کہ
 شاید ان سب کے خاوند مر چکے ہیں۔ آج کل عورتوں کو اکثر تنگے سر بازاروں
 میں پھرتے دیکھ کر ہمیں بھی وہی شبہ ہوتا ہے۔
 حضرت فاطمہ حبسی ماں ہی حضرت حسینؑ جیسا بڑا پیدا کر سکتی ہے۔ ماں
 ٹھیک ہو تو بیٹے خود بخود ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ خاوند ٹھیک ہوں تو عورتیں
 خود بخود ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ کان اچھی ہو تو سونا اچھا نکلتا ہے۔ بچوں کی
 تربیت گاہ ماؤں کی گود ہے۔ عورتوں کے ذکر میں مجھے یہ لطیفہ یاد آگیا۔ کہ ایک
 دن حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کہیں جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک
 عورت ملی۔ پوچھا تو کون ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا

میں سعدی ہوں۔ پوچھا وہی سعدی جس کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ عورتوں کے مکر
 لکھتا ہے۔ حضرت سعدیؒ نے کہا ہاں۔ یہ سُن کر اس عورت نے صبح ماری
 اور گر پڑی۔ اس پر غشی طاری ہو گئی یہ سُن کر عورت کے رشتے دار لالچیاں اٹھا
 کر دوڑ آئے۔ حضرت سعدیؒ کو کہنے لگے۔ کیوں دے تُو نے ہماری لڑکی پر
 کیا جادو مچھونک دیا ہے تُو جادو گر ہے۔ قریب تھا کہ وہ لوگ حضرت
 سعدی رحمۃ اللہ علیہ پر ٹوٹ پڑیں اور ان کی ہڈیاں چور کر دیں۔ عورت
 سبحان اللہ کہہ کر کھڑی ہو گئی، انہوں نے عورت سے پوچھا کچھ پر اس
 بوڑھے نے کیا جادو مچھونکا ہے۔ عورت نے کہا اس نے جادو نہیں مچھونکا۔
 اس کے جلو میں فرشتے تھے جنہیں دیکھ کر میں بیہوش ہو گئی، لوگوں نے
 حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں پکڑ لئے اور ان سے معافی مانگنے لگے۔
 عورت نے آہستہ سے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کے کان میں کہا سعدی صاحب
 آئندہ مکر نہ لکھنا تم تجھے جوتے لگوا بھی سکتی ہیں اور ساتھ ہی تمہارے قدم
 چومنے کے لئے لوگوں کو جھکا بھی سکتی ہیں۔ دوستو! عورتوں کی
 اصلاح کے لئے اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ سے عملی قدم اٹھاؤ۔ اور
 رسول اللہ کی غلامی اختیار کرو۔ رسول اللہ کی غلامی اختیار کرنے سے دین
 دنیا کی نعمتیں مل جاتی ہیں۔ نقل ہے کہ ایک دفعہ حضور علیہ
 السلام کا ایک صحابی راستہ بھول گیا، اور سخت پریشان ہوا، اتنے
 میں ایک جنگلی شیر اصحابیؓ کے سامنے آکھڑا ہوا، صحابیؓ نے کہا میں رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔ میں محمد عربی کا غلام ہوں
 میں خدا کے اس حبیب کا غلام ہوں جس کو خدا نے عرش بریں پر بلا کر
 راز کی باتیں کی تھیں۔ شیر یہ سُن کر صحابیؓ کے آگے ہو گیا۔ اور صحابیؓ

کو اس کے کہیں میں پہنچا کر غائب ہو گیا۔ خداوند جل شانہ فرماتے ہیں
 مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ یعنی جس نے حضرت محمد الرسول
 اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ دوستو! اگر حبت کی خواہش ہے تو اپنے گلے میں حضور کی غلامی کا پٹہ ڈال لو۔
 اس لئے کہ

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے

اسی میں ہوا اگر غلامی تو سب کچھ ناکمل ہے

جو محمد کا غلام نہیں وہ اللہ کا غلام نہیں بن سکتا۔ اس کا دعویٰ جھوٹا ہے وہ
 کاذب ہے لوگ کہتے ہیں اولیاء اللہ کچھ نہیں دے سکتے میں کہتا ہوں اللہ والوں
 کے پاس جا کر خدا مل جاتا ہے تو سب کچھ مل جاتا ہے آپ اگر یہ کہہ دیں
 کہ جنرل موسیٰ حکومت پاکستان کا گورنر ہے۔ لیکن اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ
 انہیں کوئی اختیار بھی ہے تو آپ کہہ دیں کہ کچھ بھی نہیں۔ کیا کوئی سزا دے
 سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ کیا کسی مجرم کی گوثمائی کر سکتا ہے؟ بالکل نہیں
 کیا کسی دوست کو کوئی انعام و اکرام دے سکتا ہے؟ بالکل نہیں۔ تو پھر
 بتائیے کہ اس گورنری کا کیا مقصد ہے۔ جو شخص کہے کہ حضرت محمد
 الرسول اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ افضل البشر ہیں۔ نبیوں
 کے سردار ہیں۔ لیکن ان کا اختیار کچھ نہیں۔ وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ تو پھر
 پوچھئے کہ حضور کی رسالت کا کیا مقصد ہے۔ اگر اللہ کے نبیوں کو کوئی
 اختیار نہیں تو پھر بلعسم بن باعو کی ولایت کیوں سلب ہوئی
 قارون کو کیوں زمین نے نکل لیا۔ فرعون کا بیڑا کیوں غرق ہوا۔ دوستو!
 حضور کے معراج کا ذکر تھا۔ حضور کے جہانی معراج کا ذکر سورہ بنی اسرائیل

میں ہے اور باقی سورہ نجم میں ۔

سدرۃ المنتقی پر پہنچ کر حضرت جبریل آمین نے جواب دیا کہ میں اس سے آگے نہیں جا سکتا۔ اس سے آگے آپ کا مقام ہے۔ سبحان اللہ جہاں حضرت جبریل کا آخری مقام تھا وہ حضور کا ابتدائی مقام ہے۔ اس وقت حضور کو یہ آواز آرہی تھی کہ پر دے میں آتجھ سے پردہ نہیں ہے۔

عرش اعظم کے نزدیک پہنچ کر حضور نے چاہا کہ نعلین مبارک اتار دوں حکم ہوا جوتوں سمیت آجاؤ۔ حضور نے عرض کیا خداوند! تو نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا تھا کہ جوتے اتار دو۔ یہ پاک میدان ہے۔ خداوند تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اے میرے حبیب موسیٰ کو جوتیاں اتارنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ اس میدان کی خاک اس کے پاؤں سے لگے مہاکہ اس کی فضیلت میں اضافہ ہو جائے۔ ؟

لیکن آپ کو جوتوں سمیت اس لئے آنے کا حکم ہے کہ آپ کے جوتوں کی خاک سے عرش کی عظمت اور فضیلت میں اضافہ ہو جائے دوستو! یہ ہے ہمارے آقا و مولیٰ ہادی و مہدی ملجا و مادی نور و قس نے نور اللہ کی شان۔ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان! وَالْخِرَدُ عَوَا نَا اِنَّہٗ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

۵ نومبر کی صبح کو اے بے حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب خطیب جامع مسجد سوہاوانے حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و کرامات پر ایک جامع اور مؤثر تقریر کی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس دل پذیر اور پُر تاثیر تقریر کا لب لباب ضبط تحریر میں نہیں لایا جاسکا۔ البتہ اس کا قلیل سا اختصار یہ ہے۔ اس کی پوری تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات مل سکے گی۔ جو زیر ترتیب ہے۔ اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ مجھے کہا گیا ہے کہ میں حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ جو معرفت کے آفتاب تھے کی کرامات بیان کروں۔ لیکن وہ کرامتیں ایسی ہیں جو عقل اور علم سے بالاتر ہیں۔ معجزے انبیاء سے ظہور میں آتے ہیں اور کرامتیں اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان سے لپکتے ہوئے آگ کے شعلوں کو ٹھنڈا کیا۔ آگ کے شرخ انکار سے پھول بن گئے۔

(۲) حضرت لوط علیہ السلام کی بدو عا سے ان کی نافرمان قوم پر آسمان سے پتھر برسے۔

(۳) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہا موم ہوا۔

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر پر عصا مبارک مارتے تو اس سے پانی کی نہریں بہہ نکلتیں۔

(۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھونک سے مردے زندہ اور کوڑھے تندرست ہوتے تھے۔

حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامتیں بیان کرنے کے لئے کافی وقت

درکار ہے۔ لیکن وقت چونکہ قلیل ہے اس لئے میں بالکل اختصاری طور پر آپ کی چند کرامتیں ذکر کروں گا۔

(۱) حضرت حاجی باباؒ کا بگ نامی ایک خادم تھا۔ چند دن تجارت میں مبتلا رہ کر ایک دن اس پر موت کی حالت طاری ہو گئی، یہاں تک کہ اس کی آنکھیں پتھرا گئیں نظر تبدیل ہو گئی۔ اور دو تین ہچکیاں آ کر سانس ختم ہو گیا۔ حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کو بگ کی موت کی اطلاع دے دی گئی، یہ خبر سنتے ہی آپ نے دو نفل پڑھے سلام پھیر کر چند منٹ مراقبہ میں رہے۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر فرمایا: میرے رب نے بگ کی روح لوٹا دی ہے۔ اُسے دوبارہ زندگی مل گئی ہے۔ ہم سب حیران تھے کہ حضور کیا فرما رہے ہیں وہ تو مر چکا ہے۔ تھوڑی دیر بعد بگ نے حرکت کی، پھر آنکھیں کھول کر دکھا پھر وہ تندرست ہو گیا۔ اس نے شادی کی اس کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔

(۲) حضرت عیسیٰ کوڑھے پر اسم اعظم پڑھ کر پھونکتے تھے جس سے کوڑھا تندرست ہو جاتا تھا۔ لیکن آپ کے لنگر سے روٹی کھا کر کئی جذامی تندرست ہوئے۔ جن میں مسمیٰ کرم آف، تانگہ کشمیر، مصری موضع لیر راجوری، عبدالرحیم آف ادھبان، دلہ آف کھنڈر علاقہ بھلیس، صدیق آف کلہ ریاسی، تاج محمد آف پلانگلہ، مسات حسن بی بی آڑی تراگ کشمیر، محمد اکبر عرف اکا آف چان ریاسی قابل ذکر ہیں۔

(۳) بچپن کی عمر میں ایک لوہار کی دکان پر لوسے کی میل کا جلتا ہوا سرخ گولا آپ نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور ہاتھ کو بالکل تکلیف نہ ہوئی۔ لوہار کی دکان پر بیٹھے ہوئے سب آدمی حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا لوسے کی میل ہاتھ کو چپٹ جاتی ہے۔ یہ اس سدا زادے کی کرامت ہے

(۴) اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ کسی قوم اور قبیلہ کے لوگ اپنی ببادری

کے کسی دلی اور بزرگ کے بہت کم تابع اور فرمانبردار ہوتے ہیں۔ لیکن حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی ساری ببادری دل و جان سے ان کی تابع رہی ہے اور بدستور ہے ان کی اولاد کے ساتھ بھی وہی عقیدت ہے۔ آپ کی اولاد کا باہمی اتفاق و اتحاد ایک تاریخی مثال ہے۔

(۵) حضور کی وفات کے بعد حضور کے سارے صاحبزادوں نے حضرت سید محمد عبداللہ شاہ صاحب آزاد کی دلی محبت اور اتفاق کے ساتھ سجادہ نشینی کی دستار بندی کی۔ حالانکہ وہ ان سب سے عمر میں چھوٹے ہیں۔ لیکن ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ اہلیت کے لحاظ سے سجادہ نشینی کی دستار بندی اُسے ہی موزوں ہے۔ اور یہی اس کی اہلیت پر فخر ہے۔ یہ حضرت حاجی بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اللہ پاک آپ کی اس کرامت کو ہمیشہ کے لئے جاری و ساری رکھے۔ آمین، ثم آمین۔ بحرمت سید المرسلین

وَاللّٰهُ الطَّاهِرُ يَنْوِي وَأَصْحَابُهُ أَجْمَعِينَ ط

الحاج مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کی تقریر کے بعد الحاج قاری محمد شاہ صاحب جو کہ حضرت حاجی باباؒ کے خلفاء میں سے ہیں (نے) تقوف روحانیت اور مراقبہ کے موضوع پر ایک مختصر مگر مؤثر تقریر فرمائی۔ اس کے بعد شیخ سیکرٹری سید حیدر شاہ صاحب غالب نے اختتامی تقریر کی۔ اس کے بعد جناب صاحبزادہ صاحب سید حامد علی شاہ صاحب سجادہ نشین دربار چورہ شریف نے دعا فرمائی قرآن پاک ختم انبیاء شریف و دیگر تہنات کا ایصال ثواب حضرت حاجی باباؒ کی مقدس روح کو سنبھاتا گیا۔ حاضرین دربار اور مسلمانان کشمیر، فلسطین و قبرص کی آزادی و مظلومیان عرب ممالک کی فتح اور پاکستان کی استقامت کے لئے الحاج و زاری کے ساتھ رب الکریم کی بارگاہ رحیم میں دعا کی۔ اس کے بعد عام لنگر تقسیم ہوا۔

سُبْحَانَكَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا يَصِفُونَ
وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ط

المرتبہ عبد ضعیف

قمر راجہ روی مقیم نواں شہر ہزارہ
شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ نومبر ۱۹۶۷ء

عقیدت مندان ربار نور یہ کو خوشخبری

۱۹ سال کے عرصہ سے حضرت مولانا سید ہدایت اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ معہ استغناء فرامیہ اور مرحوم کی سب سے پہلی تصنیف (تحفہ نازنین) کی تلاش تھی۔ آخر بمصادفِ مَنے جَد فَوْحِ اسی خاندان کے ایک قابل فخر فرزند سید نعمت اللہ شاہ صاحب سے بوسیدہ حالت میں وہ تمام مسودہ دستیاب ہو گیا ہے۔ اس کی نقل کی جا رہی ہے۔ خرابیئے صحت کی وجہ سے جلدی نہیں ہو سکتا۔ نقل ہو جانے کے بعد انشاء اللہ چھپوا کر شائقین کو مطلع کر دیا جائے گا۔ اس نوٹ کے قارئین سے استدعا ہے کہ راقم کی صحت کے لئے دعا کریں۔

فَلْهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

العارض — قمر راجہ رومی